

قرآن مجید میں علی (ع) کے فضائل

<?xml encoding="UTF-8">

قرآن مجید میں علی (ع) کے فضائل

قرآن کریم میں ارشاد ہو تا ہے:

(إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ) (۱۵)

بے شک اللہ اور اس کا رسول اور اس کے بعد وہ تمہارا ولی ہے جو ایمان لایا اور نماز قائم کی اور رکوع کی حالت میں زکات ادا کی۔

زمخشری اپنی کتاب کشاف میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ نے نماز پڑھتے وقت حالت رکوع میں سائل کو اپنی انگوٹھی عطا کی۔ زمخشری مزید کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ اس آیت میں تو جمع کا لفظ آیا ہے اور یہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی کام کا سبب فقط ایک ہی شخص ہو تو وہاں اس کے لئے جمع کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے تا کہ لوگ اس فعل کی شبیہ بجا لانے میں رغبت حاصل کرے اور ان کی خواہش ہو کہ ہم بھی اس جیسا ثواب حاصل کر لیں۔ (۱۶)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَ يَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ) (۱۷)

کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلی پر قائم ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ ہے جو اسی سے ہے۔

سیوطی درمنثور میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں اور مزید کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَ يَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ

وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلی پر قائم ہے وہ میں ہوں اور اس کے پچھے پچھے ایک گواہ بھی ہے جو اسی سے ہے اور وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ (۱۸)

نیز اور اللہ کا یہ ارشاد ہے :

(اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَّا يَسْتَوُونَ) (۱۹)

کیا ایمان لانے والا اس شخص کے برابر ہے جو بد کاری کرتا ہے ؟ یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔

واحدی نے مذکورہ آیات کے اسباب نزول کے بارے میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی محط نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا۔

میں آپ سے عمر میں زیادہ ، زبان میگو یا تر اور زیادہ لکھنا جانتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کھاکہ خاموش ہو جاؤ تم تو فاسق ہو اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی :

(اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَّا يَسْتَوُونَ)

کیا ایمان لانے والا شخص اس کے برابر ہے جو کھلی بدکاری کرتا ہے ؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے ۔

ابن عباس کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام مومن ہیں اور ولے د بن عقبہ فاسق ہے۔ (۲۰)

نیز اللہ کا فرمان ہے :

(اِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَ اِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَ جِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ)

(اے نبی کی ازواج) اگر تم اللہ کے حضور توبہ کر لو (تو بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل کج ہو گئے ہیں اگر تم دونوں نبی کے خلاف کمر بستہ ہو گئے تو بے شک اللہ ، جبرئیل اور صالح مومنین اس کے مدد گار ہیں اور ان کے بعد ملائکہ کے بعد ملائکہ ان کی پشت پر ہیں۔ (۲۱)

ابن حجر کہتے ہیں طبری نے مجاہد کے حوالہ سے نقل کیا ہے صالح المومنین حضرت علی علیہ السلام ، ابن عباس ، حضرت امام محمد بن علی ا لباقر اور ان کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں ۔ ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ صالح المومنین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں (۲۲)

اسی طرح خداوند عالم کا یہ ارشاد :

(لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ) (۲۳)

اس واقعہ کو تمہارے لیئے یادگار بنا دیں تاکہ یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی اس آیتوتعیهہا اُذُن وَّاعِيہ کی تلاوت فرمائی اور پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کے کانوں کو ان خصوصیات کا مالک بنا دے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم سے جس چیز کو بھی سنتا تھا اسے فراموش نہیں کرتا تھا۔ (۲۴)

حضرت علی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ایک اور یہ فرمان ہے:

(اَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) (۲۵)

آپ تو محض ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم میں ایک نہ ایک ہدایت کرنے والا ہوتا ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں:

"اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِيُّ الْهَادِي وَبِكِ يَهْتَدِي الْمُهْتَدُونَ مِنْ بَعْدِي"

- میں ڈرانے والا اور حضرت علی علیہ السلام ہادی ہیں ، اس کے بعد اسی جگہ فرمایا: اے علی (علیہ السلام) میرے بعد ہدایت چاہنے والے تیرے ذریعے ہدایت پائیں گے (۲۶)

اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے:

(الَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اُجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ)

وہ لوگ جو دن اور رات میں اپنا مال پوشیدہ اور آشکار طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ، ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور انہیں کسی قسم کا خوف و غم نہیں ہے۔ (۲۷)

ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی آپ کے پاس چار درہم تھے

آپ نے ایک درہم رات میں ، ایک درہم دن میں ، ایک درہم چھپا کر اور ایک درہم علانیہ اللہ کی راہ میں خرچ

کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲۸)

نیز اللہ کا فرمان ہے:

(إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا) (۲۹)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے عنقریب خدائے رحمن ان کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں پیدا کرے گا ۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضل و کمال کے سلسلہ میں نازل ہونے والی آیات میں خداوند متعال کا ارشاد:

"سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا "

خصوصی طور پر آپ کی بابرکت شان کی عکاسی کرتا ہے ۔ اسی کے بارے میں ابوحنفیہ کہتے ہیں کہ کوئی مومن نہیں ہے جس کے دل میں حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اہلبیت کی محبت قائم نہ ہو۔ (۳۰)
نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ) (۳۱)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے یہی لوگ مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں۔
ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

يا علي تاتي ائت و شيعتك يوم القيامة راضين مرضيين و يأتني عدوك غضا باً مقمحين

(اے علی (ع)) وہ خیر البریہ آپ اور آپ کے شیعہ ہیں آپ اور آپ کے شیعہ قیامت کے دن خوشی و مسرت کی حالت میں آئیں گے اور آپ کے دشمن رنج و غضب کی حالت میں آئیں گے۔

قال: ومن عدوی؟

حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ میرا دشمن کون ہے ؟

قال: من تبرأ منك ولعنك

آپ نے فرمایا:

جو آپ سے دوری اختیار کرے اور آپ کو برا بھلا کہے وہ آپ کا دشمن ہے۔ (۳۲)

اسی طرح خداوند متعال کا ایک اور فرمان ہے :

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ) (۳۳)

اے مومنین ! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ ۔

سورہ تو بہ کی اس آیہ شریفہ کے ذیل میں جناب سیوطی کہتے ہیں: ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

(اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ) (۳۴)

اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (۳۵)

اس میں سچوں کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہو جاؤ۔

نیز اللہ کا فرمان ہے:

(اَجْعَلْنٰكُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُوْنَ عِنْدَ

اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ) (۳۶)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کو آباد کرنے کے کام کو اس شخص کی خدمت کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان لا چکا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد بھی کر چکا ہے یہ دونوں خدا کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے اور خدا ظالموں کو سیدھے راستہ کی ہدایت نہیں کرتا۔

السدی کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام، جناب عباس اور شبیر بن عثمان آپس میں فخر کیا کرتے تھے، حضرت عباس کہتے تھے میثاق سب سے افضل ہوں کیونکہ میں بیت اللہ کے حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں، جناب شبیر کہتے تھے کہ میں نے مسجد خدا کی تعمیر کی۔ حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں: میں نے حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہجرت کی اور ان کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں جہاد کیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:

(الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْثَرُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ) (۳۷)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کے ذریعہ جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک انکا بہت بڑا مقام ہے، یہی لوگ کامیاب ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت کی بشارت دی ہے باغات اور جنت انہیں کے لیے ہیں اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔

نیز اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:

(وَقَفُّوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ) (۳۸)

انہیں روکو، ان سے سوال کیا جائے گا۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید کی اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انہیں روکو، کیونکہ ان سے ولایت علی (ع) ابن ابی طالب علیہ السلام سے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اسی مطلب کو واحدی نے بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان

(وَقَفُّوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ)

کہ انہیں ٹھہراؤ یہ لوگ ذمہ دار ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیت کی ولایت کے سلسلے میں جواب دہ ہیں کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کو بتاؤ کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کا فقط یہی اجر مانگتا ہوں کہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھو۔

کیا ان لوگوں نے (حضرت) علی علیہ السلام اور اولاد علی (ع) سے اسی طرح محبت کی جس طرح رسول اللہ (ص) نے حکم دیا تھا یا انہوں نے ان سے محبت کرنے کا اہتمام نہیں کیا اور اسے اہمیت نہیں دی لہذا اس سلسلہ میں ان لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ (۳۹)

خداوند عالم کا ارشاد ہوتا ہے :

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ) (۴۰)

اے ایمان والو!

تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو ان کی جگہ پر لے آئے گا جنہیں اللہ دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہونگے، مومنین کے ساتھ نرم اور کافروں کے ساتھ سخت ہونگے اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کے ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ خدا کی مہربانی ہے، جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا صاحب وسعت اور جاننے والا ہے۔

فخر الدین رازی اور علماء کا ایک گروہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی، اور اس پر دو چیزیں دلالت کرتی ہیں پہلی یہ کہ جب حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غدیر کے دن فرمایا:

لَا دُفْعَانَ الرَّايَةِ غَدًا إِلَى رَجُلٍ يَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

کل میں یہ پرچم اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد پرچم حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا لہذا یہ وہ صفت ہے جو آیت میں بیان ہوئی ہے ۔

دوسری یہ کہ اللہ نے اس آیت کے بعد مندرجہ ذیل آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے حق میں بیان فرمائی:

(إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ)

تمہارا حاکم اور سردار فقط اللہ، اس کا رسول، اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں ۔

ابن جریر کہتے ہیں:

اگر یہ آیت یقیناً حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اس سے پہلی والی آیت کا حضرت علی کے حق میں نازل ہونا اولیٰ ہے۔ (۴۱)

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

(فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ) (۴۲)

اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے سوال کرو۔

جابر جعفی کہتے ہیں کہ جب یہ آیت ”فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ نازل ہوئی تو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے تھے ہم اہل ذکر ہیں۔ (۴۳)

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

(اَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ اُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ)

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکیوں میں پڑا رہے پس افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل یاد خدا کے سلسلے میں سخت ہو گئے ہیں وہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں ۔ (۴۴)

یہ آیت بھی حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کو بیان کرتی ہے کیونکہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام

حضرت حمزہ علیہ السلام، ابو لہب اور اس کی اولاد کے متعلق نازل ہوئی حضرت علی علیہ السلام اور حضرت حمزہ وہ ہیں جن کے سینوں کو اللہ تبارک تعالیٰ نے اسلام کے لیئے کھول دیا ہے اور ابو لہب اور اس کی اولاد وہ ہے جن کے دل سخت ہیں۔ (۴۵)

ایک اور آیت میں اللہ فرماتا ہے:

(مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا) (۴۶)

مومنین میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے خدا سے کیا ہوا عہد سچ کر دکھایا ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی ذمہ داری پوری کر چکے ہیں اور بعض (شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے (ذرا سی بھی) تبدیلی اختیار نہیں کی ۔

حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے وہاں آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا :

یہ آیت میرے چچا حمزہ اور میرے چچا زاد بھائی عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب اور میری شان میں نازل ہوئی ہے۔ عبیدہ اپنی ذمہ داری بدر کے دن شہید ہو کر پوری کر گئے اور حمزہ احد کے دن درجہ شہادت پر فائز ہو کر اپنی حیات مکمل کر گئے۔ اور میں اس کا منتظر و مشتاق ہوں۔ پھر اپنی ریش مبارک اور سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ عہد ہے جو مجھ سے میرے حبیب حضرت ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیا ہے۔ (۴۷)

اس طرح خداوند عالم کا ارشاد ہے:

(وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَصَدَّقَ بِهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ) (۴۸)

اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ (تو) پرہیز گار ہیں۔ ابو ہریرہ کہتا ہے کہ صدق کو لانے والے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی تصدیق کرنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں (۴۹) ایضاً اللہ ارشاد فرماتا ہے:

(مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ) (۵۰)

اس نے آپس میں ملے ہوئے دو دریا بھائیے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے جو ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتا پھر تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان دونوں سے موتی اور مونگے (لو لو اور مرجان) نکلتے ہیں۔

ابن مردویہ نے ابن عباس سے مرج البحرین يلتقيان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ (ع) ہیں اور برزخ لا یبغیان سے مراد حضرت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان سے مراد حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔ (۵۱)

ایضاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ)

جو لوگ برے کاموں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں کی مانند قرار دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کیا ان کا جینا و مرنا مساوی ہے یہ لوگ (کیسے کے سے) برے حکم لگایا کرتے ہیں۔ (۵۲)

کلبی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ اور تین مشرکین عتبہ، شیبہ اور ولید بن شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔

یہ تینوں مومنین سے کہتے تھے کہ تم کچھ بھی نہیں ہو اگر ہم حق کہہ دیں تو ہمارا حال قیامت والے دن تم سے بہتر ہو گا۔ جیسا کہ دنیا میں ہماری حالت تم سے بہتر ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے

ساتھ ان کی نفی کی ہے کہ یہ واضح ہے کہ ایک فرمانبردار مومن کا مرتبہ و مقام ایک نا فرمان کافر کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (۵۳)

ایضاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

(وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا)

اور وہی قادر مطلق ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کو بیٹا اور داماد بنا دیا (اور) پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔ (۵۴)

محمد بن سرین اس آیت کی تفسیر میں کہتا ہے کہ یہ آیت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے چچا زاد اور آنحضرت کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر ہیں گویا ”نسباً“ اور ”صہراً“ کی تفسیر ہی ہستی ہے۔ (۵۵)

ایضاً پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ (۵۶)

زمانے کی قسم بے شک انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے اور باہم ایک دوسرے کو حق کی وصیت اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ سیوطی کہتے ہیں کہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ،

سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے اور

”إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ“

سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت سلمان ہیں۔ (۵۷)

ایضاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے :

(وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ) (۵۸)

اعراف پر کچھ ایسے لوگ (بھی) ہوں گے جو لوگوں کی پیشانیاں دیکھ کر انہیں پہچان لیں گے ۔

ثعلبی نے ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں پل صراط کی ایک بلند جگہ کا نام اعراف ہے اور اس مقام پر حضرت عباس ، حضرت حمزہ اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام موجود ہوں گے وہاں سے دو گروہ گزریں گے یہ لوگ اپنے محبوب کو سفید اور روشن چہروں اور اپنے دشمنوں کو سیاہ چہروں کے ذریعے پہچان لیں گے۔ (۵۹)

قارئین کرام ! تھی یہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان اور فضیلت میں نازل ہونے والی آیات کی یہ ایک جھلک ہے کیونکہ آپ کی شان میں نازل شدہ تمام آیات کو اس مقام پر بیان کرنا مشکل ہے۔ بہر حال خطیب بغدادی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت اور شان میں تین سو سے زیادہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ (۶۰)

ابن حجر اور شبلنجی ابن عامر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ کسی کے متعلق بھی اس قدر آیات نازل

نہیں ہوئیں جتنی آیات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ (۶۱)
ہم حضرت علی علیہ السلام کی بلند و بالا اور اعلیٰ و ارفع شان اور آپ کی فضیلت اور اللہ کے نزدیک آپ کی
عظیم منزلت کے متعلق نازل ہونے والی آیات کریمہ کا آنے والے ابواب میں تذکرہ کریں گے ۔

[۱۵] سورہ مائدہ آیت ۵۵۔

[۱۶] الکشاف ج ۱ ص ۶۴۹۔

[۱۷] سورہ ہود آیت ۱۷۔

[۱۸] سیوطی نے در منثور میں اس آیت کے ذیل میں اس مطلب کو بے ان کے ا ہے۔

[۱۹] سورہ سجدہ :آیت ۱۸۔

[۲۰] واحدی اسباب نزول ص ۲۶۳۔

[۲۱] سورہ تحریم:آیت ۴۔

[۲۲] ابن حجر العسقلانی فتح الباری، ج ۱۳ ص ۲۷۔

[۲۳] سورہ حاقہ آیت ۱۲۔

[۲۴] تفسیر ابن جریر الطبری ج ۲۹ ص ۳۵۔

[۲۵] سورہ رعد آیت ۷۔

[۲۶] کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۷۔

[۲۷] سورہ بقرہ آیت ۲۷۲۔

[۲۸] اس روایت کو اسد الغابہ میں ابن اثیر جزری نے ج ۴ ص ۲۵، ذکر کے ا ہے۔ اور اسی مطلب کو زمحشری نے
تفسیرکشاف میں نقل کیا ہے ان کے علاوہ دوسری کتب میں بھی ے ہی تفسیر مذکور ہے ۔

[۲۹] سورہ مریم آیت ۹۶۔

[۳۰] ریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۰۷، الصواعق ابن حجر ص ۱۰۲، نور الابصار شبلنجی ص ۱۰۱۔

[۳۱] سورہ البینہ آیت ۷

[۳۲] صواعق محرقہ ابن حجر ص ۹۶، نور الابصار شبلنجی ص ۷۰ اور ص ۱۰۱ ۔

[۳۳] سورہ توبہ آیت ۱۱۹۔

[۳۴] سورہ توبہ آیت ۱۱۹۔

[۳۵] سورہ توبہ آیت ۱۹۔

[۳۶] سیوطی در منثور در ذیل آیت۔

[۳۷] سورہ توبہ آیت ۲۰ تا ۲۱، تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۰ ص ۶۸۔

[۳۸] سورہ صافات آیت ۲۲۔

[۳۹] الصواعق محرقہ ابن حجر ص ۷۹ ۔

[۴۰] فخر رازی نے تفسیر کبیر میں سورہ مائدہ کی اس آیت کے ذیل میں یہ تفسیر بیان کی ہے ۔

[۴۱] سورہ مائدہ آیت ۵۴۔

[۴۲] سورہ نحل آیت ۴۳۔

[۴۳] تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۷ ص ۵۔

[۴۴] سورہ زمر: ۲۲۔

[۴۵] ریاض النضرہ 'محب طبری ج ۲ ص ۲۰۷۔

[۴۶] سورہ احزاب: ۲۳۔

[۴۷] صواعق محرقہ ابن حجر ص ۸۰۔

[۴۸] سورہ زمر: ۳۳۔

[۴۹] سیوطی در منثور ذیل تفسیر آیہ ۔

[۵۰] سورہ رحمن: ۱۹ تا ۲۲ ۔

[۵۱] سیوطی در منثور ۔

[۵۲] سورہ جاثیہ : ۲۱۔

[۵۳] تفسیر کبیر، فخر الدین رازی ذیل تفسیر آیہ۔

[۵۴] سورہ فرقان: ۵۴۔

[۵۵] نور الابصار شبلنجی ص ۱۰۲۔

[۵۶] سورہ عصر۔

[۵۷] درمنثور تفسیر سورہ عصر۔

[۵۸] سورہ اعراف: ۴۶۔

[۵۹] صواعق محرقہ ابن حجر ص ۱۰۱۔

[۶۰] تا ریخ بغداد، خطیب بغدادی ج ۶ ص ۲۲۱۔

[۶۱] صواعق محرقہ ص ۷۶، نور الابصار ص ۷۳۔